

CHECKED

۵۲۳۱۳

۸۵/۳۸

Checked
1987

CHECKED 1995



وَمَا أَوْفَاهُ
شعر

دیکھو مجھے جو دینِ عبرت نگاہ ہو
بھیری سبز جو گوشِ نصیحت نبوش ہے

مستحسن الموسوم بہ

شاح خیر

۱۹
بسرہ سستی

عالیجناب محمد عالم صاحب لفظِ اجیت کے لکھنے
بہ اصلاح حضور مولوی محمد نادر علی بیضا رتھہ اما پیر حسین
چھپ کر یہ ناظرین ہوا

گل سانیہ



مناجات بدرگاہ قاضی کا جاتا

اے خالق و کار ساز عالم	وے قادر و بے نیاز عالم
اک قطرہ آب بحر اسکان	سجھے ہوئے ہیں مجھے خندان
اک بات ہے آبرو بڑا کر	کہتے ہیں مجھے گھر سنخور
بندہ نہ تھا لائق اسکے یارب	یہ بندہ تو ازیں تری ب
تیرے ہی پر وس پر خدایا	کر تا ہوں ہر ایک کام اپنا
لکھا ہے جو میں نے پہنہ سدا	تیرا ہی ہے سہارا ہے میں
مقبول ہو خاص عام کو یہ	روشن کرے میرے نام کو یہ
سب کہہ ٹھیں اسکو کر کے منظور	ماشاء اللہ چشم بدور

ہر لفظ میں اسکے تو اثر دے

جی جائیں جو کشتہ حسد میں

مشہور ہیں خوش کلام حالی

میں ذرہ وہ آفتاب روشن

رفت میں ہے اونکشی بان فلا

یون فیض ہوا نکا پر تو افکن

منظور تھی اقتدا اٹھی

ستار ہے تو چہا مرا عیب

میں بندہ ہوں عاصی خطا اور

دشمن کوئی جان و مال کا ہے

ناخوش ہیں یہ اچھے کام بھی

کہتے ہیں مجھے بھی بعض بدخواہ

اعجازِ دمِ سیح بہر دے

اچھے ہوں جو یہ مریض ہیں

نیں مقتدی ہوں امام حالی

میں منجہ وہ ہیں بہار گلشن

پستی میں مرا نشان ہر خاک

مہ کو کرے جیسے مہر روشن

جو کچھ ہوا ہو گیا اٹھی

پوشیدہ ہو یا کہ ظاہر عیب

بے عیب ہے تو رحیم و غفار

حاسد کوئی ذی کمال کا ہے

جلتے ہیں خطاب و نام سے بھی

کس طرح ہوا یہ فیضِ شہد

صدقے میں جناب مصطفیٰ کے	صدقے میں تمام انبیاء کے
اولاد علی کے واسطے سے	اصحاب نبی کے واسطے سے
یہ تجھے ہے التجا اچھی	تو ان سے مجھے بچا اچھی

امید بشر کو یکا بشر کی
رکھ تو ہی بس آبرو گہر کی

معذرت بملاحظہ ناظرین عالی مرتبت

دوشک این نشانہ ام تقدیر شوق	نیست از مراد من خلق زندگہ جزا
گر بنظر قزرا سہو و خطا قصور من	عفو مکن بیابا عیب مجو خدایا
جاہل بے ہنرم غاخر بے خیر منم	فخر سخن نیکم مثل حسود جاہلجا
غوب شنو بگوش دل لطف نموده بر گہر	قول جناب پیشوا است کہ در بجا

بادہ بود حرام گر بذلہ خلاف شرع نیست
دل نہ مخی نجوب ماطعن مزن بزشت ما

Checked
1987

مسدس

اٹھی تو ہائے کون و مکان ہے	اٹھی تو خلاق ہر انسان جان ہے
نخان میں عیان ہے عیان میں نخان ہے	ہراک شے میں یون تیری تقدیر عیان ہے
حقیقت کو کیا سمجھے طاقت بشر کی	نہیں ہے خبر اسکو اپنی خبر کی
تو جنت میں رحمت کا نقشہ جمایا۔	غضب کا نمونہ جو دوزخ بنایا
کبھی اپنے لطف و کرم سے بلایا	کبھی اپنے قہر و غضب سے ڈرایا
ترا کام حکمت سے خالی نہیں ہے	غرض تیری قدرت خیالی نہیں ہے
تو بخشنا فقیر و ن کو گنج قناعت	جو شاہوں کو دی دولت و شان شکست
جہان کے کرشمے ہیں سب تیری قدرت	عطا کی کسی کو وزارت کی ہمت
گو اہی سے قرآن کی منکر نہیں ہم	دیا توئے ایمان کا فر نہیں ہم
بلا و جہ ہے بغض کین بے سبب ہے	اگر حاسد و کنی بھی حالت عجب ہے
کوئی شاد کیوں ہے بہرہ رنج و توبہ ہے	گذرتی برائی میں یون روز و شب ہے
اگر کوئی غم سے جلے دل ہو ٹھنڈا	

بہت خوش ہو قاتل جو بسمل ہو ٹھنڈا	
یہ خوش ہوں بہت گر رہی کوئی جڑوں	جو ہو سرخرو کوئی ہوا کھا دل خون
حسد کے ہیں شیدا عداوت کے مفتون	انہیں سوچتے جڑ بدی کوئی مضمون
جو دیکھیں خوشی اور کی غم کریں یہہ بکین شاد یا سنے تو ماتم کریں یہہ	
یہہ نقشہ جو دیکھ بڑ ہی دلکی حیرت	ہوئی آئینہ سب زمانے کی حالت
جو دیکھا دلون میں یہہ زنگ کدورت	یہہ کی عرض میں نے کہ یارب لعوت
یہہ باتیں ہیں کیسی چنان و چنیں کی اندا آئی چالیں ہیں نفس لعین کی	
یہی پہیہ تپا ہے ہماری رضا سے	یہی دور رکھتا ہے صبت والے سے
بناتا ہے دشمن بھی اقربا سے	پریشان ہے ہر اک اسی بد بلا سے
زلمے میں ہر سو اسی کا عمل ہے اسی ہوت کا ہر جگہ پر خل ہے	
بھلا تپا ہے دم بہر میں یہہ شکر نعمت	مثلاً ہے برسوں کا یہہ حق خدمت
سکھاتا ہے دانشور دن کو حاکمت	یہہ دیتا ہے طالب کو اپنے بشارت
کہ ہر مرضی رب بطل الہی تمہیں اپنے گہر کی ہے خود پادشاہی	

جما اسکے زور و ریا کا وہ نقشہ	کہ ہے زالی دنیا کو بھی جس سے سکتے
وہ ڈالا ہے آنکھوں پہ غفلت کا پردہ	نہیں سوچتا کہ فی نیکی کا راستہ

غرض دین و دنیا سے بیکار رکھتا	
چلا جس پہ قابو اسے مار رکھتا۔	

یہی سر اٹھاتا ہے سرکش بنا کر	مطیعوں کو کرتا ہے طاعت سے باہر
مخالف بناتا ہے آقا کا اکشر	اٹھاتا ہے فتنے بھی بانی مشر

اثر ہے زمانے میں یہ عام اس کا	
زبان اٹیٹھ جائے جو لے نام اس کا	

غریبوں سے نفرت امیروں سے کینہ	عداوت سے معمور رکھتا ہے سینہ
بجائیکو خون پہ گرائے پسینہ	اسی سے بگڑتا ہے سب کا قرینہ

بھگلاتا ہے دل سے اسی کی طاعت	
اولی الامر منکم سنا جس کی نسبت	

سکہا میں امیروں کو شوخت کی باتیں	غریبوں کو خواری و ذلت کی باتیں
شریفوں کو جہل سماقت کی باتیں	کمینوں کو انقض شرارت کی باتیں

گر قرار دیتا ہے پنجہ میں اس کے	
کتا بون کی صورت نکلتے ہیں اسکے	

زیادہ ہے اور کم کہیں شور اس کا اٹھائے وہ نقشے کہ غوغا یہہ اٹھا	جہاں سنئے ہر سوا سیکاسے چرچا اکھی بچانا ہوا حشر برپا
اندھیرا یہہ چھایا ہے کیسا جہاں پر کہ ہے الامان آج سب کی زبان پر	
دکھائے وہ نیزنگ اس نے جہاں کج پھنسے دام میں اس ضلالت نشان کج	ہوئے ڈھنگ انخون سے بیدلفان کج بدسنے لگے طور پیر و جوان کے
نہ فرمان شہ کے نہ تسمت کے قایل یہہ غافل رہے اپنی غفلت کے قایل	
کوئی گھر رہا ہے یہہ کیا شہ کو سوچی کوئی مر رہا ہے یہہ کہہ کر اٹھی	جو اعلیٰ وزارت ہمارا جہ کو دی مری آرزو کیون نہ کی تو نے پوری
کسیکو یہہ رونا ہے قسمت دکن کی رہی اب نہ شان وزارت دکن کی	
کوئی کہہ رہا ہے کہ کیا کہئے حالت ظفر خٹک کو اور توجی وزارت	عجب طرح کی آپڑی ہے قنات او نہیں خبر یہ کہ ہے حضرت سلا
کوئی فضل شہ پر مقترض ہے کوئی بخشش شاہ پر مقترض ہے	

کہیک بیان ہے کہ ہاں دیکھ لینا	یہ سارا جھیل ہے پس چار دن کا
بھلا یہ وزارت ٹکی ہے کسی جا	یو نہیں دیکھتے آئے ہیں ہم تماشا
قیام مدار المہامی نہیں ہے	
یہ خدمت ہے وہ جو دوا می نہیں ہے	
غرض ایسے بیخود ہیں ادنیٰ و اعلیٰ	خبر اپنی بھی کچھ نہیں ان کو اصلا
مئے بغض سے ہیں یہ بیخود سراپا	نہیں خوف کچھ دل میں روز جزا کا
یحان کام آئی جہالت گران کی	
توقع ہے کس سے قیامت کے دن کی	
یکایک ہوا یہ جو اطعام مجھ کو	گیا چین آیا نہ آرام مجھ کو
ڈرانے لگا ہر دروہام مجھ کو	نہ اُس وقت سوچا کوئی کام مجھ کو
عجب خوف طاری خفا سہا ہوا تھا	
میں اک شکل تصویر گویا بناتا	
بڑی دیر میں جب مجھے ہوش آیا	تصور بھی میرے دل میں سما یا
ملازم ہوں سرکار کے بارعایا	سحاب نشی کا چائینکا ہے سایا
سادق حقیق یہ عبرت کی خاطر	
بنو آپ آئینہ حیرت کی خاطر	

<p>ہندامو دب لصد عجز و منت بلبل دور کردو یہہ بعض حدوت</p>	<p>مری التجا ہے یہہ حضرت مسلت خدا کو رکھو خوش کردہ کی عطا</p>
<p>اسی میں ہے سب نیکیاں جہان کی اسی میں ترقی ہے اغراض ان کی</p>	
<p>تمہارا ہے شہ تم ہو شاہ زمیں کے دکن یہہ تمہارا ہے تم ہو دکن کے</p>	<p>کرو اوسکی خدمت بدل بندہ نیکی چمن بلبونکا ہے بابل چمن کے</p>
<p>بجز اسکے تمکو ٹھکانا کھان ہے زمانے میں تم ہو وہ شاہ زمان</p>	
<p>نہ بھولو قیدی تم اوقات اپنی یہہ خوش قسمتی سمجھو حضرات اپنی</p>	<p>رکھو اپنے ہی ہاتھیں بات اپنی خوشی سے جو کچھ کئے دن رات اپنی</p>
<p>زرو جان کو ملک اور مالک پور حمید راہ ہو راہ پر لاؤ یارو</p>	
<p>ہر اک غیر ملکی کی دیکھو تو حالت انہیں کوئی غم ہے نہ فکر عیشیت</p>	<p>کھان سے کھان لائی ہے ادونکو غضب ہے نہو گرتھیں اب بھی غم</p>
<p>موافق جواون سے زمانہ ہو ہے بلبل کائنات اور کائناتک بنیادی</p>	

دکن ملکین کو بہشت برین ہے	کہ آب کرم شہ کا مار معین ہے
کریم ایسا سلطان جہانین کہین	نہین ہے خدا کی قسم ہاں جہین ہے

یہ ہے فضل شہ سے رشتہ کا نقت
 بنا حیدر آباد جنت کا نقت

یہ آرام یہ چین دنیا کی نعمت	لحاظ ملازم خیال رعیت
فراہین امن و تواہین نصفت	شکوہ ریاست نظام حفاظت

مقررین اصف ^{خلعہ} ای دم قدم سے
 جہان شاد ہے شہ کے لطف و کرم

جہانین کو کی شہل ^{خلعہ} اصف تہین ہے	جلالت نشان ہے تو نصرت فرین
یہی خاتم سلطنت کا نگین ہے	گلستان اسی سے دکن کی زمین

یہ ہے باغبان چین زرا نشای
 اسی سے ہے شاداب گلزار نشای

عدائین کسیر سخاوتہین خاتم	فلاطون ہے دانش میں رنجہ بین
نظام جہان نظم سے اسکے نظم	رعیت نوا راہیے شہ گذر وین

نکبوت ظل حق مہودہ نام جمالی
 نہانکے جس کو سرکار عالی

جہالت کو چھوڑو رکھو تم نہ کینہ
مُحبت رکھو جس سے ہو صاف سینہ
گناہ و نہ زخار اچھا قرینہ
یہی آجکل ہے ترقی کا زمینہ

نہ اور ون کے ہمراہ نادان بنو تم
یہہ ہے آدمیت کہ انسان بنو تم

خدا کا کرو شکر پایا وہ سلطان
رہے شہ کے جو تابعِ حکم و فرمان
کہ ہے معدلت جیسے سوجانِ قربان
وہ کیونکر نہ عالم میں ہو شاد و شادان

جیسے چاہا بخشنی و نہ ار ہے اوسکی
ہے مختار و مالک ریاست ہے اوسکی

اسی آستان سے ملی سب کو دولت
سخی وہ کہ ہے روحِ حاتم کو جبریت
اسی در سے چمکی زمونے کی نعمت
بھر حال ہے بہہ خداوند نعمت

اسیکے بدولت اُجالا ہے سارا
اسیکہا ہے بعد خدا اک سہارا

بھی اپنا آقا بھی یاد نشا ہے
بھی حامی دینِ خیر اورا ہے
بھی اپنا ستر تاج و حاجت روا ہے
بھی دل کا مطلب بھی مدعا ہے

زرو مال جو کچھ ہے قربانِ حق ہے
دل و جان سے صد فی دل جانِ حق ہے

Checked
1987

یہہ مخدوم ہے اسکی خدمت کرتی	یہہ حاکم ہے اسکی اطاعت کرو تم
یہہ چاہے جسے اُس سے اُلفت	یہہ نفرت کرے جس سے نفرت کرتی

ہے واجب بھرو دم اُسبکا دکن میں
رہے جان خنک ہتھارے بدین

تمہاری اگر عقل کچھ بھی رسلہ ہے	بتاؤ ہمارا جہ میں عیب کیا ہے
بُسرے ہیں وہ یا فعل اُٹکارا ہے	اُنہوں نے کوئی رنج تکو دیا ہے

لبانت نوکاوت فراست اطاعت
اُنہیں کیا نہیں ہے براے وزارت

سنوان کے نانا بھی تھے اُنکے	کہ جن کا زمانہ پہ ہے آج احسان
سخاوت کی ایسی کہ ایک لہلہ	بنا پا کے خیرات فیکاہ و ذیشان

بیان کس سے ہوا ایسے عالی ہجم کا
اُنکا نانہ ہو جبکہ جو دو کرم کا

جو بالفرض فوق انکوسب پر نہیں بجا	تہنیں نہ کر کیا اسکی مرضی سلطان
کیا شدہ نے جو کچھ تھا کرنے کے نشان	غرض سہین جاسے سخن کچھ نہیں مان

وہ ہے پادشا پادشاہت اویسی
ریاست اویسی کی وزارت اویسی

جو کچھ فہم ہو تو سمجھ لو یہ مطلب	خلیلِ خدا با نئے کعبہ رب
نبوت کی منصب پہ قائم ہو جب	تمہارے عقیدوں سے جائز نہایت

نہ تھا کیا کوئی خاندانِ مُسلِمین
انہیں کو جو عزت ملی ایسے کلِ مین

خدا کی باتیں خدا جانتا ہے	جو علم و یقین سے سوا جانتا ہے
ریاست کا اچھا بُرا جانتا ہے	تو ظنِ خدا پادشا جانتا ہے

نہ علمِ آسمیٰ فرشتوں کو حاصل
نہ واقفِ شہی مصلحت سے کوئی دل

پڑا ہے جو آنکھوں پہ غفلت کا پردہ	انہیں سو جہتا تمکو اعلیٰ کا رتبہ
جنوںِ حسد کا جو ہے سر میں سدا	سمجھتے ہو یہ وہ سبب ہے کو کُلا

ملا کاخِ امن اس کو تم خاکِ سمجھ
اسی پر تم اپنے کو جالاکِ سمجھ

ہمارا جہ کفن پرستِ دلائق	بہادرِ علفِ حیاتِ امیرِ خلائق
وہ ذی علم ایسے کہ عالمِ مین نالائق	جہا عینِ یہہ عقدہ کشا کو دلائق

نظیرِ انکی کوئی نہ ان کا بدل ہے
تمہارا یہہ بغضِ دلی بے محل ہے

یہ شہ کے عزیز اور امیر معظم انہیں مرتبے میں کسی سے بچان کم	مغظم بھی کیسے کہ بہن فخر عالم بجا ہے کرین شکرِ خلاق جو ہم
عدیم الیدل ہکو سرور ملا ہے کرین جب قدر ناز ہم سب بجا ہے	
لیاقت میں علم و فراست میں کامل کریم و خلیق ایسے جن پر نفا دل	بھی خواہ شہ وہ کہ دشمن کے قاتل انصیب نکاوہ جسکی قسمت بھی قاتل
خیال ملازم نوازی جہان میں اکئی پشت سے ان کے ہے خاندان میں	
وزارت سے پھلے بھی لاکھوں فیض ہوئے پیش جب دفتر خانگی سے	وراثت کے جگر ٹونکے زونکے دعو کھلے ہاتھ سے انکے وہ ساری عقد
پہرا ب کا بیکا تجر بہ چاہتے ہو عبث بندہ کین بنا چاہتے ہو	
بہن اپنی ادوائے گریز یادہ ہمارے لئے ہے سراسر یادہ	ملے کوئی خدمت بھی یا زریادہ مگر ان کی خاطر ہے کیوں مکر زریادہ
عوض کوڑیوں کے ملے ہکو گزین تویوں ہکو ہے جیسے گئے کو ناخن	

مہاراجہ نے کب ہوسا سکی کی سختی	امیر ہمار کی کب یہہ خوشی تھی
مقدورین دونوں کے غفلت لکھتی	ہوئی آج اک روز جو ہونی ہی تھی

خدا نے دلایا تو دونوں نے پایا
 حسد کیوں بہلا آپ کے دلیمن آیا

نہ منت آگے کیسکے یہہ آئے	نہ سخریوں بجا کا یہہ وہیان لائے
کئے ٹوٹے اور نہ پٹے کرائے	کیا کرتے ہیں جیسے اپنے پر لائے

لامرتبہ کی جو آقا کی طاعت
 مثل ہے پیشہو رخدرت سے غفلت

نہ ان صاحبو کو سختی حرص زارت	نہ سختی خواہش زر نہ طمع امارت
مگرین بھی خواہ شاہ وریاست	اسی سے ہوئی نیکنامی کی ثہرت

مراتب کے پاسے کابس یہہ بسیجے
 فضیلت گہرائے کابس یہہ بسیجے

بچو تم حسد سے حد کرنے والو	بھلے نام کو اپنے بد کرنے والو
ملا کیا عداوت کے کہ کرنے والو	بچو نفست حق کو رد کرنے والو

محبت کے آگے حسد پیچ سمجھو
 اسے رشتہ جان کا تم پیچ سمجھو

حسد وین و دنیا میں کرتا ہے رسوا	بیجان کام آئے نہ عقوبت میں جہلا
یہی عیش کا رنگ کرتا ہے بہیکا	جلا کر دلون کو یہہ کرتا ہے ٹھنڈا

نکلیوں غنچہ دل ہوا اس سے فوسر
یہی زندگی میں بناتا ہے حُر وہ

محبت میں جو فائدہ ہے عیاں ہے	وہ پنجان نہیں جو حسد میں زیاں ہے
یہہ جو کچھ مرا جوٹ یا سچ بیان ہے	سبھلو تہیں جو چنیں و چنان ہے

بنایا ہے اللہ نے تمکو عاقل
ہوں بے علم و نا فہم میں ایک طافل

دل و جان سے امر خدا پر فدا ہوں	مطیع فرا میں نہ ہر ملا ہوں
غلام اپنا مالک کا ہوں با وفا ہوں	خدا کی قسم میں یہہ سچ کھ رہا ہوں

وہ فرمائے جس کی غلامی کرونگا
اطاعت کا دم بہرتے بھرتے مرنگا

کوئی شاد ہو تو نہ ماتم کرو تم	جو ہو کوئی غمیں نہ ہرگز ہنسو تم
فقط رہو رستی ہی بنو تم	جہاں تک بے نیکنی کو لو تم

کسی کی ترقی پر حسرت محبت ہے
کسی کی تنزل پر فرحت محبت ہے

<p>بجھ جیلہ ہراک سپہار سے ملیگا جو ملنا ہے بے غوطہ مار سے ملیگا</p>	<p>مقرر کا جو ہے تمہارے ملیگا گھڑتھ کے بدلے کنارے ملیگا</p>
	<p>حسد کی تجسس کا حاصل نہیں ہے کبھی تر لب خشک سائل نہیں ہے</p>
<p>اگر مان لیجئے تو ہو گی عنایت نہیں آپسے کوئی تکرار و حجت</p>	<p>بیان کر دیا امر حق خواجه حضرت نہ مانیں تو پھر کیا کہوں و انجومت</p>
	<p>نہیں مجھ کو کچھ کام جزُ اُلفت شہ شرف ہے مرے واسطے خدمت شہ</p>
<p>کیا وقت ضائع تمہارا بھی اپنا یہ میں ختم کر دوں یہ کہے گوارا</p>	<p>سنا کر یہ طواریہ طول قصہ کیا شکر حق کچھ نہ کی مدح آقا</p>
	<p>پئے شاہ عالم دعا بھی تو کچھ ہو نہک کا بھلا حق ادا بھی تو کچھ ہو</p>
<p>گھر آصف ^{خداوند} کا ہر وقت آباد رکھو اسیر غم و جو رو بیدار رکھو تو</p>	<p>ابھی مرے شاہ کو شاد رکھو تو - خالف کو یوں صرف فریاد رکھو تو</p>
	<p>خوشی رات دن شاہ ^{خداوند} آصف مسکین عدو گردش بخت سے خاک اڑائیں</p>

جوین خیر خواہان دولت الہی انہیں جن کو ہوشے اُلفت الہی	جو دل سے کرین شہ کی خدمت الہی انہیں جن پہ شہ رکھے شفقت الہی
خوشی سے تدا من شاہ بھان رکھ تد عرش علی و ہان شاد بان رکھ	
سنا ہے بزرگون سے یہ قول الہی اگر تج ہے یہ بات ای میری بھان	عداوت سے ہوتی ہے حکم عمر ان اگھٹا عمر دشمن بڑ ہا عمر سلطان
گھر کو دے بس آبر و اتنی یارب کہ تک جائے پاپوش میں شاہ کو آ	
تاریخ مصنف	
ختم جب ہو گیا مسدس یہ مجھ کو تھی منکر اسم تاریخی لا کہ سوچا بہت ہی غور کیا ہو کے حیران شب کو جب لیٹا صبح اُستاد سے مدد لوں گا بہا سی میں غنودگی آئی۔	منکر تاریخ کی ہوئی یکسر کوئی صورت نہ آئی پیش نظر میر مقصد نہ ہا تہہ آیا مگر دل میں یہ قصد کر کے لیٹا یہ نار سائی منکر ستیلا کر نہند غالب ابھی نہ تھی چھپر

دیکھتا کیا ہوں روبرو میرے	رونق افزا میں حضرت ہر تہ
مجھے فرماتے ہیں زراہ لطف	نکتہ تاریخ ایسی کیا ہے گہر
ہے مدرس سے صاف صاف عیاں	خیر کا نفع اور شر کا ضرر
خوب نیکی کی شرح کی تمنے	پڑ کے تخمین کر نیگے دانشوار

بے تکلف یہ نام تاریخی
مشاح خیابور کہد ہے بہت

۱۹۱۳ء

قطعات تاریخی شعری نامدار

جناب ابوالرضا سید رضی الدین جن صاحب تخلص کیفی حیدر آبادی

آمدہ بچوں گردش دوران کام	شد چو چار اجمہ دار المہام
نیز ظفر جنگ معین المہام	برد و زمرہ از تلخ کام

رشتک پدید آمدہ اغیار

رشتک و جد و دوانا پذیر	مورث سرخ و الم ناگزیر
میدر اصناف ملال کشیر	مورد انکار فضول خطیر

ازرہ خود میر و اغیار

زمرہ از ملت رشتک و جد	پست نظر کور نمک خود بخور
-----------------------	--------------------------

کرد ملوث لبش از حرف بد	طعن بر احکام شهنشاه زود
------------------------	-------------------------

یعنی چه اگر دچنین کار را

هرزه سراینده همه نازها	پیوده گوبه هنر و بے حیا
ریگ زانگشت شمارنده	باد بدست است همه کارها

عقل کجا مردم بازار را

از پست تنیده و نصیحت گهر	طبع نمود دست مدس بزر
گوش زده لیک پدر و اثر	

میشود از گل اثری خار را

آن گهر مدح گر شاه و شاد	شایخ خیر اسم مدس نه
اهل حد را بنگی پند داد	بار خدا سجده مشکور باد

خیر نمود دست چو اشهر را

کیفیت طبع مدس شنید	چشم سیاه پیش چو سرمه کشید
کیفی سرمه شراب نبید	سال بر آورد و بر عنوان چو

فاعت بد و یا ادلی الا بصاد

جناب سید نوازش علی رضا لموعید را	آبادی نیر حضرت شهید حم
----------------------------------	------------------------

کرده چو خوب نظر گهر این مد	خوشتر آب و تاب بود از دوزخین
----------------------------	------------------------------

نبوت لمعہ مصرعہ تاریخ حال
سلک گہر کلام گہر بہت بالیقین
۱۳۱۹

اردو

یہ نظم کیوں نظم لائی سے ہو بہتر
دریا کی طرح طبع گہر کی ہے روانی
موتی کی لڑی لمعہ کا ہے مصرعہ تاریخ
اشعار گہر سلک گہر ہائے عالی
۱۳۱۹

ایضاً

گہر نے کیا شاعر خیر نظم
درخشان مثال و در آباد
کلام لمعہ سے اسکا ہاتھ سال
ہے بنی علیٰ خیر یہ یادگار
۱۳۱۹

جناب میرزا اب علی صاحب مراد و مراد آبادی

ہر ایک حرف گہر اسکا سطر سلک
پڑھا گیا یہ جہان آفرین کی طرح
لکھی ہے نرد و سامن نے لائق حسین
مدرس گہر و فیض چپ چکا تاریخ
۱۳۱۹

ایضاً

مشہر ہے جہان میں نظم گہر
شاعر و کیوں ہر ایک کے پوچھتے
دوسرے کے مصرعہ تاریخ
شش بہت میں چہا مدرس و

جناب محمد الف خان صاحب الفت مقیم اورنگ آباد

محب بے ریا والا گہر نے
مدرس و اہ کیا اچھا لکھا ہے
طریق راستی کا ہے یہ رہنما
یہ گہر اہو نکانہ خضر ہنسا ہے

ہدایت حب سلطان کی ہو	کہ راضی جس سے مخلوق خدا ہے
یہ نفع دافع بغض و حسد ہے	ہے ہر بیت اسکی یا بیت الشفاء
لکھا الفت نے روی و سحر سال	مریضان حسد کی بہہ دوا ہے

دیگر

میان عالی گہر نے خوب لکھا	مسدس دافع شر نافع خیر
مضامین صلح کل کے اسین ہیں رنج	بہم بلجا بین اہل سجد و دیر
اشارہ دیر ما ہے اسکا ہر حرف	کہ ہوں سب تقویٰ احباب و غیر
یقین ہے دیکھ کر کھائینگے رباب	جو ولین رکھتے ہیں رشک و حسد
تجسس کر کے اب ہم نے بھی الفت	مصنف سے سنا جب تلخ خبر
رکھا ہے (بلغ شای) نام اسکا	مفح ہے جو اس گلزار کی سیر

جناب محمد امداد حسین صاحب عازم تلمیذ حضرت ائیں ابو مصنف

گہر کا مسدس جو شایع ہوا	لکھا پڑے کے ہر اکسے ہی بینال
یہہ اشعار ہیں یا کہ ہے عام جم	جو دیکھو تو ہے صاف عالم کا حال
مگر ہے بچے خیر خواہان ملک	ہر اک حرف اسکی در پردہ نال
دکھا ہے بہہ عازم ہے اہل ملک	کہ ہوا اتفاق انہیں یار کیاں
سرمسدا اب نطع کرتا کہ ہو	کلام نصیح و بلیغ اس کا سال

جناب مرزا محمد تقی صاحب تقی حیدر آبادی تلمیذ حضرت شعلہ

گہر شاخ خیر منظوم کرد	درخشان و تابان مثال در
ز منقوطہ تاریخ گفت تقی	بر شد این چہ مطبوع نظم گہر

دیگر اردو

ہوا شاخ خیر کیا خوب نظم	درخشان و تابان مثال در
تقی نے بدیہ کھا سال طبع	ہوئی ہے دل آویز نظم گہر

جناب عبدالولی صاحب فروغ تلمیذ حضرت لمعلہ

شاد خیر کیا گہر نے لکھا	نظم کا ہی کو نظم گوہر ہے
بادل شاد اے فروغ ہے سال	موتیوں کی لڑی سہا سہا ہے

جناب مرزا صفدر علی صاحب جاہ تلمیذ حضرت لمعلہ

خوب لکھا گہر نے شاخ خیر	ہے یہ لاریب سلک مروید
جاہ نے لکھا مصرعہ تاریخ	گہر فیض مطلع اُمید

جناب محمد حسن علی صاحب صفا تلمیذ حضرت لمعلہ

یہ سہل لکھا گہر نے خوب	ہے جو بے شبہ در بحر کمال
با صفا لکھد با صفا نے بھی	در دریاے فیض اس کا سال

جناب مرزا حیدر بیگ صاحب ذرہ مقیم اورنگ آباد

گلزارِ مہرِ سحرِ خوش خوش دل دوز	کلب کے مقابل کسی گلشن کی لہری
جیلان پئے تاریخ ہوئی فکرِ سائیکون	کیا وجہ ہوئی اسکی بھلا بات ہی کیا
یہہ آئی صدا قطع ہر طرزِ حد سے	یہہ نظم گہری گل خوشترنگ نا ہے

خواب محمد احمد علی صاحب فاروق حیدر آبادی تلمیذ حضرت برتر

لکھی ہے میرے دوست نے دہلی نظم	اس ادب کی ہوتی ہے کھان طبع نگار
مضمون جو خشان ہے تو تحریر پریشان	گویا ہے بھم شام اودہ صبح نارس
جی میں ہے لکھنوی بھی کوئی مصنف تاریخ	تحسین کرے سکے جس پر کفن کس
وہ داؤد ہی کیا دینگے مگر نظم گہری	فاروق جہین لطف سخن ہی نہیں
بدین کی صفت قطع نظر کر کے جو کہو	سک گہر نظم ہے تاریخِ مہر

خواب مولوی محمد حبیب اللہ صاحب شاعر حیدر آبادی

گہر سے جب سنائیں نے مہر	ہو اولین مرے ارمان تاریخ
نصیر بندہ گیا اس شوق کے ساندھ	کرب الفاظ مومن شایان تاریخ
نظر بہن مادرے تلے تلے آکر	مگر ہوتا نہ تھا سامان تاریخ
ندا ہا تلے دی یہہ صاف شاعر	تری تاریخ ہے میران تاریخ

دیکر

ایک میرے مہر ان شیریں کلام	ہے محمد فیض اللہ رح کلام
----------------------------	--------------------------

<p>فوجین بھی ہیں کیدان نامور نوجوان ہیں صورت و سیرتین خوب وصف طباعی کروں کیا بیش و کم کیا نئی تہید نا در رنگ ہے نے مقابل بد کا ہے نے نیک کا سال او سکاء ضیوں حضرات ہے</p>	<p>اور تخلص شاعری میں ہے گھر اور خلیق ایسے کہ محبوب القلوب ہے مُدس سے عیان زور رقم اور نیا پھلوں والہ ڈہنگا ہے ہے مگر اسمین جواب ایک ایک بہترین حاصل و قیاس ہے</p>
--	---

جناب برہان علیشاہ صاحب مخمور حیدر آبادی تلمیذ حضرت داغ

<p>مرکز شفق کیدان یعنی فیض اللہ صاحب آملی تو انور و اس مسدس کی نصیحت میں اسے مقبول خاص عام کرنا چیر و محنت لکھی ہر اک نے اسکی طبع کی تاریخ خوش ہو کر مجھے بھی فکر جب تاریخ لکھنے کی ہوئی پیدا ہر بد خواہ کو کر کے قلم نہ عیسوی کہتا لکھا ہے خوب سرے دوست و مسدس یہ ہر اک فطری کچھ ایسا اسکا پرن تاثیر ہر ایک مصرع ہدایت ہی حاسد و نکولے یہ سال طبع کا غمزدہ کہدی بھری بھی</p>	<p>مُسَدَس کیا ہے اک استاد گویا صلح کل کا ہی دلونکاراہ پر لانا اک ادنیٰ کام تیرا مصنف نے بہت لکھن میں سکون علیا جدہ و کبھو اسکی موم پر اسکا ہی چچا ندا ہا تھنے دی مخمور بیٹھا سوچا کیا گھر نے بہت مُدَس پر نصیحت خوب لکھا دیکھ رکھا ہے شہار ح خیرو اسکا نام چچا کہ آتش حسد و رشک دیو دیو لسی بچا ہر ایک فقرے میں صلح کل کارا ہنما چچا ہے خوب مُدَس کہہ کر کافر ہا</p>
--	--

جناب میر عبدالحق صاحب دارالعلوم مدرسہ دارالعلوم خلاف الیہ علی جناب مخمور عالم حضرت
 نقشبند اجینٹ کو لکھنؤ والا شہر ویر اور نسبتی مصنف

یہ سہ سہا صاحب نے نیا
 مضطرب دل سے نوجوان سے تفریر
 ہون فدا دل سے رضا کے شاہ پر
 خوب تفہیم اس میں ہے ایک ایک کی
 وصف شعر و شاعری کیا ہو سکے
 کہتے پڑھنے سے مجھے فرصت نہیں
 علم و فرصت دے مجھے اندر گر
 شعر گوئی انھیں و نصیب سے ہے نیک
 ذوق فن شعر گوئی میں جو آج
 چاہتی ہے بس بھی طبع سلیم
 اس لئے ہاں سرور و شوق جان
 چاہتے تھے بعض عابد اور شہر
 مرض تھا ہون بھی دیوان مہر
 عارف اعلیٰ سے امداد ہوا
 گھر دہا میں سے بھی امداد کے خلاف
 اس سہ سہ کی جگہ کیا راستہ ہے

جو عش طاعت میں کچھ ایسا ہے کہا
 جی میں آنکھیں بھی بس بار بار
 جان دون لطف دلائے شاہ پر
 خوب ہے تعلیم بد اور نیک کی
 تاملد ہون میں ابھی اس راہ سے
 علم کا طالب ہو زمین راحت نہیں
 میں بھی جو لگا انشا اقدار ہر دور
 میں ہر حال اسکو رکھو لگا شریک
 ایک بیک موزون ہو امیر امیر
 تو بھی تار سچ اسکی کھجند لرحیم
 عرض قدرت اسطرح ہے مہربان
 شمس کے مہرا یہ ہوں اعلیٰ درجہ
 کیون نہ ہوتا اس بھی کانون دور
 اور نہ ہو ت امر حق حق ہو گیا
 برصہ کی طبع کر کے صاف صاف
 حق نہیں مٹنی و انراست ہے